علی مع الحق والحق مع علی

ترجمہ تجویزات بعض مقدمات مذہبی علی الخصوص مقدمات
بلافصل متدائرہ الہ آباد و لکھنؤ بہ صیغۂ دیوانی و فوجداری

الموسوم بہ

مرآۃ الحق

مع

بعض مضامین و اشتہارات ضروری جہت اطلاع اہل تشیع

جو

حسب ایمای جناب سید زوار حسین صاحب طراز معتمد صدر انجمن امامیہ و مالک و مہتمم اخبار المومنین لکھنؤ

مطبع گلشن فیض واقع مولویگنج منمحلات شہر لکھنؤ مین طبع ہو کر

رونمائے شاہد حق ہوا

نومبر سنہ ۱۸۹۰ء

قیمت فی جلد محصول ڈاک ۱/ — بقیمت لیست جلد ۱۲/ — محصول ڈاک ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

امابعد شیعیان حیدر کرار و موالیان ائمہ اطہار علیہم السلام پر واضح ہو کہ اعتدال و رمیانہ روی اور عاقبت اندیشی جو سلیم مومنین کا خاص شعار رہا ہے یہ عجیب صفات حمیدہ ہین اور صبر جو بہترین صفات انسانی ہے اوسکو کیا کہنا خداوند تعالے خود فرماتا ہے کہ ان اللہ مع الصابرین حضرات اہلسنت وجماعت ہمیشہ سے سادات اور شیعون کو مظلوم اور بے لبس سمجھکر اون کے شعار مذہبی کے مٹانے پر آمادہ رہے اور عدل و انصاف کے بدلے ہمیشہ قہر و غلبہ سے اپنا مطلب نکالنا چاہا۔ خوش قسمتی سے ہندوستان مین اب ایک انصاف ور اور مہذب اور معقول پسند قوم کی حکومت ہے جسنے ہر مذہب کے فرق کو امور مذہبی مین پوری آزادی بخشی ہے پس ایسی گورنمنٹ کے زمانہ مین قہر و غلبہ چل نہین سکتا اور شیعون کو تو بالخصوص جاہلانہ جوش اور نامہذب زور و شور سے احتراز لازم ہے البتہ اپنے باہمی اتفاق اور ہمدردی اور اعانت دین سے غافل نہونا چاہیئے کیونکہ بغیر اسکے کچھ شدنی نہین ہے۔ صدر انجمن امامیہ لکھنو اسی غرض سے قائم ہوئی اور الحمد للہ کہ شہر اور بیرونجات مین اوسکی صدارت اور وقعت و عظمت مسلم ہوگئی اور اوسکی صائب تدابیر سے شیعون کو مختلف فوائد حاصل ہوے اور انشاء اللہ تعالے ہوتے رہینگے۔ نزاع بلا فصل جسکو سنیون نے تبرا قرار دیکر شیعون کی نماز اور اذان مین خلل ڈالنا چاہا تھا اوسکے لئے کسقدر شور و شر مچایا گیا جس سے ہر وقت فساد کا اندیشہ رہا۔ لکھنو سے بہت سی کتابین جھوٹے مضامین کی کہ بلا فصل موقوف ہوگیا اور الہ آباد کے مقدمہ بلا فصل مین شیعہ لوگ ہار گئے شائع کیگئین لیکن مصلحتًا یہ سب امور صبر کے ساتھ برداشت کئے گئے اور کسیکا جواب بھی نہین دیا گیا کیونکہ یہ بالیقین معلوم تھا کہ ایسی جھوٹی باتون کا کچھ اثر نہوگا اور شیعون کی اذان

موقوف نہین ہوسکتی - علی ہذا فی الحال کتابون کے بارہ مین ایک نیا جھگڑا نکالا گیا ہے پس تمام شیعون کو لازم ہے کہ وہ ایک مہذب طبقہ رعایاے برطانیہ کی طرح سے اپنے اتفاق و اتحاد اور اعانت دین اور ترقی مذہب کی تدبیرین کرین لیکن جاہلانہ جوش اور دنگہ و فساد سے احتراز رکھین عدالت انگریزی اور گورنمنٹ انگلشیہ کبھی اپنے اصول اعتدال سے انحراف نہین کرسکتی جو لوگ زبردستی اور زیادتی کرینگے اور دوسرونکو ستائینگے وہ خود منھ کی کھائینگے اور ہمارے واسطے مستحکم دوامی نظایر قایم ہوتے جائینگے چنانچہ اسکے ثبوت مین منجملہ بہت سے مقدمات کے چند مقدمات حال کے فیصلہ جات مومنین کی اطلاع و اطمینان کے لئے درج ذیل ہین فسبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین فقط

انتباہ

مقدمہ بلا فصل الہ آباد کا فیصلہ جو سب کے پہلے درج ہے یہ عدالت ڈسٹرکٹ جج الہ آباد سے صادر ہوا ہے - اور اب اہلسنت نے ہائی کورٹ مین اوسکا اپیل دائر کیا ہے انشاء اللہ تعالے ہائیکورٹ کا فیصلہ اور بھی فوائد پہونچائیگا اور اعلی عدالت کی نظیر قایم ہوجائیگی لیکن تمام شیعان حیدر کرار کو واجب اور لازم ہے کہ جناب آغا سید صاحب قبلہ مدعا علیہ مقدمہ ہذا کی جنھون نے بڑی تکلیف اور زحمت اوٹھا کر اسمقدمہ کی پیروی کی اور زیر بار ہوگئے تا حد امکان مدد اور اعانت فرمائین جو صاحب بھیجنا چاہین کوئی رقم جناب آغا صاحب کی خدمت مین روانہ فرمائین تو اوس سے راقم آثم کو بھی اطلاع دین تاکہ رقم مذکور اخبار المومنین مین چھاپ دیجائے اور بھیجنے والون کا ہر طرح سے اطمینان ہو اور دوسرے صاحبون کو اسکی تحریص و ترغیب ہو - فقط

ترجمہ تجویز انگریزی صاحب جج بہادر ضلع الہ آباد

باقاعدہ اپیل نمبر ۲۱ ۱۸۸۱ء بنا راضی فیصلہ منصف اول الہ آباد مرقومہ ۳۰ جولائی ۱۸۸۱ء

حاجی سید محمد آغا مدعا علیہ — حال اپیلانٹ

بنام

مولوی محمد مدعی — حال رسپانڈنٹ

وکیل اپیلانٹ این ام کالون صاحب

وکیل رسپانڈنٹ —

دعوی نکلوا دیا جانا ایک پتھر خاص کا جو مسجد مین لگا ہے اور جسپر کتبہ خاص لکھا ہی اور نیز ممانعت دائمی مدعا علیہ کو مسجد متنازعہ فیہ مین کتبہ خاص کسی جگہ لکھنے سے یا عبارت کتبہ خاص کو اذان مین کہنی سے

تجویز

یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جسکی مثل غیر قابل شمار بیانون اور شہادتون کے انتخاب سے ضخیم ہوگئی ہی اور یہ امر خصوصاً مدعی سابق حال رسپانڈنٹ کی جانب سے اس عدالت مین اور عدالت ماتحت مین بھی ہوا ہے لیکن میرے نزدیک اوسمین بہت ہی بسیط امور تنقیح طلب استخراج ہوسکتی مین فریقین کیجدی قرابت مند ہین اور اونکی مکانات باہم متصل ہین اپیلانٹ شیعہ اور رسپانڈنٹ سنی ہے مسجد متنازعہ فیہ مدعا علیہ نے جون ۱۸۷۸ء مین اپنی زمین مقبوضہ پر بنائی تھی اوسکی محراب مین پتھر لگا یا ہے جسپر لکھا ہے لا الہ الا اللہ الخ اسکے اخیر مین بابت خلیفہ علی کے خلیفہ بلافصل درج ہے جسکے معنی یہ ہین کہ وہ نبی کے بلا فاصلہ جانشین تھے اور ۱۲ رمضان سنہ ۱۲۹۸ ہجری مطابق ۱۴ جون ۱۸۸۱ء کو مدعا علیہ نمبر ا نے فقرہ بلافصل کو اذان مین استعمال کیا ہی خورشید علی مدعا علیہ نمبر ۲ بوجہ مالک مشترک ہونے مکان کے مدعا علیہ بنایا گیا تھا مگر اوسنے جوابدہی نہین کی اور نہ اب اوسکے جانب سے اپیل ہے ۔ دعوی یہ ہے

کہ وہ پتھر نکال دیا جاوے اور مدعا علیہ نہ تو اوس فقرہ کو اذان مین کہنے پاوے نہ مسجد پر کہین
کندہ کرانے پاوے اور وجوہ دعوی حسب التصریح ذیل مین یہ کہ فقرہ متنازعہ فیہ کے استعمال
سے یہ مطلب پایا جاتا ہے کہ خلفاے ابو بکر و عمر و عثمان جو علی سے پہلے ہوئے تھے غاصب تھے
یہ کہ وہ بدعت ہے اور شیعونکا عمل اور احادیث اوسکو جائز نہین کرتے ہین یہ کہ بالقصد سنیونکی
توہین کے واسطے استعمال کیا گیا ہے اور تبرا توہین مذہب ہے یہ کہ مسجد اول تو وقف ہے
اور اوسمین سب مسلمانونکے جانیکا استحقاق دوسرے وہ فریقین کی جائداد مشترک ہے بنا بران
مدعی ہر جہت سے دادرسی مدعوہ کا مستحق ہے مدعا علیہ نمبر اول کا جواب حسب ذیل ہے
یہ کہ نزاع امر مذہبی کی ہے ملکیت سے اوسکو تعلق نہین ہے اسلیئے لائق سماعت عدالت
دیوانی کے نہین ہے نہ تو وہ دفعہ ۱۱ ضابطہ دیوانی اور نہ دفعہ ۴۲ قانون دادرسی خاص کے
تحت مین ہے یہ کہ مدعا علیہ نے فعل مذکور نیک نیتی سے کیا ہے سنیونکی ناخوش کرنے کی غرض سے
نہین کیا ہے یہ کہ بوجہ شیعہ ہونیکے مدعا علیہ اپنے اظہار اعتقاد کا ویسا ہی مجاز ہے جیسے کہ سنی
ہین جو عید کے دن اپنے ایسے عقاید کو برملا کہتے ہین جو شیعونکو نہایت ناگوار ہین یہ کہ بحیثیت
اسلام رسپانڈنٹ کو ایسی مسجد کے استعمال کا استحقاق نہین ہے جو کسیکے خاص گھر مین ہو
یہ کہ رسپانڈنٹ کو کوئی حق ملکیت گھر مین حاصل نہین ہے یا مسجد مین جو تنہا مدعا علیہ کی ہے عدالت
ماتحت نے بحیثیت منصفانہ مجموعی کسیقدر طولانی تجویز مین کتبہ اور اذان دونونکی بابت
دو عنوان سے مدعی کے خلاف فیصلہ کیا لیکن عدالت نے امر اول کے بابت تو مقدمہ کو ڈسمس کیا
اور امر دوم کے بابت ڈگری دی اس بنا پر کہ عدالت مذکور کی راے مین خود عدالت اور
اپیلانٹ دونو کو اوس حصر کی پابندی لازم ہے جو مدعا علیہ نے مدعی کے حلف پر اس بابت کیا تھا
کہ آیا فقرہ متنازعہ فیہ پہلے کہا جاتا تھا یا نہین و حسب تسلیم وکیل مدعا علیہ کا حصر صرف اذان
کے لئے محدود کیا گیا مدعی نے حصر کرنے کو قبول کر لیا اگرچہ مدعا علیہ سابق حال اپیلانٹ نے
اوسمین عذر کیا ہے مگر عدالت ماتحت کی راے مین تمام ضروری شرائط اوسمین موجود متصور

ہوئے اپیل حال کی دس دفعات مین عذرات ذیل پیش کئے گئے یہ کہ عدالت دیوانی مجاز سماعت
اسمقدمہ کی نہین ہے (۲) یہ کہ عدالت ماتحت نے فقرہ متنازعہ فیہ کی تعیین خطا کی ہے (۳)
یہ کہ مسجد وقف نہین ہے اور عام اہل اسلام اوسمین جانیکے مجاز نہین ہین (۴ و ۵) یہ کہ فقرہ
مذکور پہلے بھی استعمال ہوتا رہا اور اوسمین اعتراض یا مخالفت نہین ہوی (۶ تا ۱۰) مدعی سابق
حال رسپانڈنٹ کی قسم کی بناء پر عدالت مذکور کو فقرہ مذکور کے اذان مین نہ کہنے کی بابت
ڈگری دینا لازم نہ تہا پہلے اور تیسرے عذر پر اپیل حال مین بحث کیوقت زور نہین دیا گیا مدعی کی
طرف سے اپیل جواب مین پیش ہوا ہے یادداشت اپیل مین جو وجوہ درج ہین وہ مملا نہ طور سے طویل
اور پیچیدہ ہین اونکا خلاصہ یہ ہے کہ فقرہ مذکورہ کندہ کرانا اوسکے اذان مین کہنے سے کم دل دُکہانیوالا
اور حکم خلاف ضابطہ نہین ہے اور یہ کہ مدعی کو مسجد مین جانیکا استحقاق ہے گو وہ مدعا علیہ
کے گہر مین ہے کیونکہ مدعی منجملہ جماعت اسلام کے ہے اور مسجد مین دونو فریق جاسکتے ہین اور
یہ کہ مدعی نے عدالت ماتحت کے قابل اطمینان ثابت کردیا کہ وہ مدعا علیہ کا مسجدی ہے اور
مسجد والے مکان مین حق ملکیت مشترک رکہتا ہے اور مدعا علیہ پر یہ ثابت کرنا لازم ہے
کہ اوسکا قبضہ مکان مذکور مین مخالفانہ تہا اور یہ جو گواہی مدعا علیہ نے پیش کی وہ متناقض اور
غیر معتبر ہے حالانکہ مدعی کی پیش کی ہوئی شہادت سے اوسکا قبضہ اور حق دونون ثابت ہے اور یہ کہ
جو قبضہ مدعی کا تہا وہ ایسا قبضہ نہ تہا جیسا کہ عدالت ماتحت نے تجویز کیا ہے اور یہ کہ مدعا علیہ کے
توہین کرنیکا قصد عدالت ماتحت کے فیصلہ کی عبارت سے عیان ہے اخیر مین مدعی کا یہ عذر ہے
کہ فقرہ مذکورہ کے اذان مین استعمال کرنیکی ڈگری مدعی کے حلف کے بناء پر نہ دینا چاہئے تہی
میرے نزدیک یہ کافی خلاصہ امور متنازعہ فیہ کا ہے میری راے مین عدالت ماتحت کے نتیجونسے
یا تفصیل بحث کرنا ضرور نہین ہے البتہ اپنی تجویز کے شمول مین بیان کرونگا کہ کہان عدالت
ماتحت کے نتایج میرے نکالے ہوئے نتائج کے موافق یا مخالف ہین پہلے اختیار عدالت کا
مسئلہ ہے اپیل مین اس پر زور نہین دیا گیا مگر اپیل جوابی مین اوسپر بحث ہوئی اور اسی لیے

با لاختصار اوسکو مین نے ختم کیا ہے مین اس امر مین عدالت ماتحت سے بالکل متفق ہون کہ امر متنازعہ فیہ قانون و اور رسم خاص کی دفعہ ۴ ہ کے بحث مین ہے مدعی صرف یہی نہین کہتا ہے کہ اوسکے مذہب کی توہین ہوتی ہے جسکی سزا حسب دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کے ہوسکتی ہے وہ دو حیثیت سے عدالت مین آتا ہے اول یہ کہ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے مسجد متنازعہ کے استعمال کا مستحق ہے دوم یہ کہ وہ مالک بالاشتراک ہے اور اوسکے حق مین دست اندازی کی گئی ہے یہ امر کہ ہر مسلمان کو اختیار نالش کرنیکا ہے اوس شخص پر جو کہ اوسکو کسی عام مسجد مین بغرض عبادت کے جانے سے روکے حاصل ہے اور پورے طور سے مقرر ممالک مغربی و شمالی مین ہو چکا ہے (ظفر یاب علی وغیرہ بنام بختاور سنگہ انڈین لا رپورٹ جلد ۵ الہ آباد صفحہ ۴۹۷ جواہر وغیرہ بنام اکبر حسین انڈین لا رپورٹ جلد پنجم الہ آباد صفحہ ۴۹) اور اخیر فیصلہ مین طے ہوا ہے کہ یہ حق شخصی ہے نہ مشترکی و اسیوجہ سے دفعہ ۳۰ ضابطہ دیوانی عارض نہین ہے مدعی کا قول ہے کہ جب تک فقرۂ متنازعہ فیہ عام طور سے پکار کے اذان مین کہا جاوے اور جب تک وہ مسجد کی محراب مین نمایان مقام پر کندہ رہے تب تک مدعی اپنے استحقاق استعمال سے مسجد کے فائدہ مند نہین ہوسکتا کیونکہ اوس فقرہ سے مدعی کے مذہب کی اہانت ہے اس بنا پر مقدمہ عدالت دیوانی کے حد اختیار کے اندر ہے یہ بات کہ آیا مدعی کا قول درست ہے یا نہین دوسری بات ہے اگر ملکیت یا مسجد کے استعمال کے حق یا کسی اور حق مداخلت کے مسئلہ سے قطع نظر کیجاوے تو صرف یہ بات کہ مدعا علیہ ایسے فقرہ کا استعمال کرتا ہے جس سے مدعی کے مذہب کی توہین ہوتی ہے گو وہ تکلیف دینے کے قصد سے ہو عدالت دیوانی مین نالش کی بنا نہین ہوسکتی ہے گو عدالت فوجداری مین ہو اور چارہ جوئی بھی وہین سے ہوسکتی ہے نہ عدالت دیوانی سے میری رائے مین مدعی کو دیوانی مین نالش کا حق ہے مگر مقدمہ مین بجمیع الوجوہ کسیطرح کامیاب نہین ہوسکتا ہے حصہ داری مشترک مابعد کا خیال محض بے بنیاد ہے اسکو عدالت

ماتحت نے اپنے فیصلہ مین بخوبی ثابت کیا ہے اصل بات مین حسب تصریح ذیل ہین عرضی دعوی مین
حصہ داری مشترک کا ذکر نہ تھا مگر جب امور تنقیح طلب مقرر کرنے کو مقدمہ پیش ہوا تب مدعی سے
پوچھا گیا کہ اوسکو مدعا علیہ کے گھر مین جانے کا کیا استحقاق ہے تب اوس نے کہا کہ مسماۃ حسینہ
بی بی نانی زوجہ مدعی کے ذریعہ سے ملکیت مشترکہ کا حق رکھتا ہے اور پشت نامہ پیش کیا جس سے
پایا جاتا تھا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونون محمد افضل مورث کے اولادین سے ہین بعدہ وہ اسبات
کے تسلیم کرنے پر مجبور رہوا کہ مسماۃ حسینہ بی بی اپنی والدین کے سامنے فوت ہوگئی تھی اسکے بعد اوسنے
اپنے باپ کو بدلا اور کہا کہ اوسکی نانی مسماۃ زینت بی بی نے ہبہ نامہ اپنی دختر یعنی خالہ مدعی اور
اپنے نواسہ کے نام کیا یہ نواسہ مفتی اسد اللہ برادر مدعی کا تہا یہ بھی کہا کہ قطع نظر ہبہ نامہ کی حصہ
داری مشترک اوس گھر مین بوراثت جائز ہوچکی ہے ان تینون مختلف دعوی کے جزئیات عدالت
ماتحت کے تجویز کے صفحہ ۵ و ۹ و صفحہ ۲۷ و مابعد مین درج ہین دوبارہ بیان اوسکا بیکار ہے
پشت نامہ کی صحت مین اور ہبہ نامہ کی واقفیت مین مدعا علیہ اپیلانٹ کو بحث ہے عدالت
ماتحت کے نزدیک ہبہ نامہ کے جالی ہونے کی وجہ نہین پائی جاتی ہے ایسا ہوگا لیکن اوسکو
غیر جالی تسلیم کرتے ہین تو بھی وہ بیکار ہے کیونکہ اول تو اوسمین مکان کے حدود درج نہین ہین
دوسرے یہ کہ اگر پشت نامہ صحیح ہو تو ہبہ نامہ بے اثر ہوگا کیونکہ مدعی کا استحقاق ایسی صورت
مین بوراثت ہوگا نہ بہبہ اکثر حصہ پشت نامہ کا مدعا علیہ کو قبول ہے اور عدالت ماتحت
کے نزدیک بھی اوسے مدعی نے حسب اطمینان عدالت کے ثابت کیا ہے میرے نزدیک
پشت نامہ کی صحت مین شبہہ کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے مگر یہ بخوبی واضح ہے کہ اوس
مکان پر مدعا علیہ کا خالص قبضہ چلا آتا ہے اسکی تائید مین بہت سے زبانی شہادت موجود
ہے اور اوس شہادت کی تکمیل اور مضبوطی اوس خط سے ہوتی ہے جو مدعی کے بہائی
اور مورث مفتی اسد اللہ نے بنام مدعا علیہ اپیلانٹ کے لکہا تھا اور جسمین بالتصریح درج
ہے کہ مکان ازان مدعا علیہ ہے اس خط کا ذکر عدالت ماتحت کی تجویز کے صفحہ ۳۰ و ۳۴

مین سے اور شہادت تقریری کا خلاصہ صفحہ ۳۵ و ۳۸ مین ہے یہ ثابت کیا گیا ہے اور مطلقاً
اوس سے انکار نہین کیا گیا کہ مدعا علیہ نے ایک وسیع کمرہ خود بنایا اور وہ مکان کی مرمت
کرتا ہے اور مکانات مدعی کے جسمین رہتا ہے مدعا علیہ کے مکان سے بالکل علیحدہ ہین اور یہ کہ
مدعا علیہ نے اوسکو رہن کیا ہے (دیکھو صفحہ ۳۹ و ۴۳) فیصلہ عدالت ماتحت مین یہ بھی تسلیم کیا
گیا ہے کہ مدعا علیہ اپیلانٹ نے مسجد بنائی اور مدعی کو اوس سے کوئی تعلق نہین رہا علاوہ اسکے
ایسے آثار اشتراک ملکیت کے جیسے مدعی نے بتلائے ہین وہ خود دلالت کرتے ہین کہ اوسنے بلجاظ
مدعا علیہ کے وہ افعال کئے تھے نہ بحیثیت استحقاق کے (صفحہ ۴۴ و ۴۶) عدالت کے مین
بالکل متفق ہون گو کہ مدعی کو کبھی اوس مکان مین حصہ داری مشترک کا حق حاصل رہا ہو مگر یہ صاف
ہے کہ اوسکا نہ اوسکے بھائی مفتی اسد اللہ کا کبھی قبضہ رہا اپیل جوابی مین مدعی کا یہ عذر کہ جب
اوسکا حق ملکیت مشترک ثابت نہین ہے تب قبضہ مخالفانہ ہونیکا بار ثبوت مدعا علیہ پر ہے قابل
پذیرائی نہین ہے کیونکہ جیسی اہل ہنود مین ملکیت مشترک ہوتی ہے ویسی مسلمانون مین نہین ہے
اور مدعی کو صرف ثبوت استحقاق ملکیت ہی کا لازم نہین ہے بلکہ قبضہ کا بھی ثابت کرنا چاہئے دوسرے
جو شہادت مدعا علیہ نے پیش کی اوس سے میرے دلمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ مدعی کا قبضہ کبھی
بحیثیت ملکیت کے نہین رہا دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا مسجد وقف ہے یا نہین اور وقف ہونے
کی صورت مین آیا مدعی مسلمان کو بغرض عبادت کے اوسمین جانے کا حق ہے یا نہین جو کچھ اسبات
مین عدالت ماتحت نے راے دی ہے اوس سے عموماً مین متفق ہون وہ مدعی کے موافق ہے
اوسکا ذکر فیصلہ عدالت ماتحت کے (صفحہ ۵۴ و ۶۰) مین درج ہے مدعا علیہ کے اپیل مین مسجد کے
وقف ہونے سے انکار ہے مگر بحث کیوقت مدعا علیہ کیطرف سے اسبات کا زور نہین دیا گیا
مسجد فی نفسہ ایک جداگانہ عمارت ہے اور مکان مردانہ ہی مین واقع ہے ان قرینون سے
ثابت ہوتا ہے کہ مقصود یہ تھا کہ وہ عام کے بھی ہو اسمین شبہہ نہین کہ مسجد کو مدعا علیہ اور اوسکی
گھر والون کے علاوہ اور لوگون نے بھی فی الواقع عبادت کے لئے استعمال کیا اور صرف یہی

واقعہ شاہد ہے کہ اوس مسجد مین مدعا علیہ کو ملکیت شخصی کا حق نہین ہے اور وہ مذہبی اغراض کے لیئے خاص کر دی گئی ہے خواہ اسکی بھی کوئی باقاعدہ رسم ادا کی گئی ہو یا نہو اسمین شبہ نہین ہے اور اسیوجہ سے میرے نزدیک ہر مسلمان کو حق ہے کہ وہان عبادت کیلیے جاوے جب تک کہ دروازہ اوس مکان کا جسمین مسجد واقع ہے کھلا رہے آیا مدعی کو یہ بھی حق حاصل ہے یا نہین کہ بصورت بند رہنے کے دروازہ کھلوادے یہ دوسری بات ہے اور میری راے مین اسمین بحث کی گنجایش ہے عدالت ماتحت کی راے فتوی ابو یوسف اور محمد شاگردان ابو حنیفہ کے بناء پر یہ ہے کہ ہر مسلمان کا داخل ہونیکا حق ہے اور ابو حنیفہ کے راے اپنی شاگردونکی مطابق نہین ہے میرے نزدیک اس مسئلہ کو فیصل کرنا غیر ضروری ہے مدعی کو بلا شبہ بحیثیت مسلمان ہونے کے استعمال مسجد کا حق ہے اور یہ امر کہ مسجد کا دروازہ مدعی کے خلاف بند ہوسکتا ہی یا نہین بحث مین پیش نہین آیا علاوہ بران اگر مدعی مکان سے باہر ہو تو وہ کتبہ تو البتہ نہ دیکھ سکیگا مگر اذان مین وہ فقرہ امداد ہندہ اوسکو سنائی دیگا پس یہ مسئلہ کل مقدمہ پر حاوی نہین ہے مدعا علیہ کی طرف سے یہ بحث پیش کی گئی کہ جو مسجد کہ شیعہ نے بنائی ہو اور کسی شیعہ کے مکان مین واقع ہو اوسمین صرف شیعہ داخل ہو سکتے ہین اور سنی نہین جا سکتے عدالت ماتحت کی راے یہہ ہے کہ اصل مین مسجد سب مسلمانون کے استعمال مین آسکتی ہے جب تک مدعا علیہ خلاف اوسکے ثابت نہ کرے کہ وہ شیعونکے لیے ابتدا سے خاص کی گئی ہے مگر یہ مدعا علیہ نے ثابت نہین کیا مین عدالت ماتحت کی اس راے سے جو سند کے موافق ہے متفق ہون لیکن اسباب کی تسلیم کر لینے کے بعد کہ مدعی کو مسجد مین جانیکا حق ہے اور اس غرض سے وہ مکان کے اندر جاسکتا ہے یہہ بات باقی رہتی ہے کہ آیا بلحاظ مسجد کے موقع کے مدعی کو قانوناً اس خواہش کا حق بھی ہے کہ فقرہ خاص نہ تو اذان مین کہا جاوے نہ مسجد کے کسی حصہ پر کندہ ہو یعنے آیا کوئی سنی شیعہ کے اس استحقاق سے منکر ہو سکتا ہے کہ وہ شیعہ اپنی مذہب کے عقاید کو برملا اپنے گھر مین اور اپنی بنائی ہوئی مسجد مین یہ کرے عدالت ماتحت نے اصل امر متنازعہ فیہ کی خوب تحقیقات کی (دیکھو صفحہ ۶۰ و ۸۱) اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مدعی کا دعوی

درست نہین ہے اس راے سے مجھے پورا اتفاق ہے مدعی اس درخواست کا حق رکھوسکتا تھا
کہ مدعا علیہ نے بالقصد صریح اور صاف توہین اوسکے مذہب کی ٴ ایسی مسجد مین کرے جہان مدعی کو جانیکا
حق ہو خواہ وہ مسجد کہین واقع ہو یہ ظاہر ہے کہ مدعا علیہ خود مسلمان ہونے کی سبب سے اپنے
خود مذہب کی توہین کا ارادہ نہین کرسکتا اور یہہ کہ فقرہ متنازعہ فیہ خود کسی قسم کے عقاید
مسلمان کے واسطے سیدھے طور سے باعث توہین اور دل دُکھانے والا نہین ہے وہ
فقرہ موزون لفظون مین امر خاص پر مدعا علیہ کے مذہب خاص کے عقیدہ کو ظاہر کرتا ہے اور جو
مدعی کے فرقہ کے خلاف ہے لیکن یہہ نزاع پیش کی گئی ہے کہ بیان مندرجہ فقرہ تاریخی
واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ ابوبکر و عمر و عثمان علی سے پہلے خلافت کرچکے ہین اور اسی سے
فقرہ مذکور اس معنی مین کہ علی باطناً خلیفہ بلافصل تھے اور خلافت ظاہری بھی اونہین کو ہونا چاہیے
تھی ہان تین خلیفونکو الزام لگایا ہے اور یہہ بھی کہا گیا ہے کہ فقرہ مذکور کا استعمال بدعت اور
تبرا ہے اور توہین مذہب کی ہے اور مدعا علیہ کی غرض اپنے اعتقاد کے نیک نیتی سے نہین ہے
بلکہ سنیونکی اہانت کی غرض تھی ہے اسبات پر بہت عالمانہ مباحثہ ہوا ہے کہ آیا فقرہ مذکور قطع نظر
اوس نیت کی جس سے وہ کہا جاے تبرا ہے یا نہین اور فریقین کی جانب سے اپنی اپنی
رایون کی بابت بہت سندین پیش کی گئی ہین عدالت ماتحت کی تجویز صفحہ ۱۰ وغیرہ مین اسی
بحث ہوئی ہے میرے نزدیک یہ ضروری نہین ہے کہ ان بحثون کی تفصیل لکھون کیونکہ
میری راے مین یہہ بات بدیہی ہے کہ مدعا علیہ نے ہرگز کسی اصول و قاعدہ اسلام کی
مخالفت جسکا کہ وہ خود معتقد ہے نہ کی ہوگی مدعی یہہ ثابت نہ کرسکا کہ کوئی اصول یا حدیث
جو متفق علیہ ہے اوسکی مخالفت ہوئی یا اوس سے انحراف کیا گیا یہ بھی ظاہر ہے کہ
اس امر تنقیح طلب مین اہل اسلام کی راے مین اختلاف ہے مدعا علیہ کا یہہ ذاتی عقیدہ یا
مخصوص تھوڑے سے آدمیون کا نہین ہے وہ مسلمانون کی معتدبہ اور اعلی جماعت کا اعتقاد
ہے اور اسوجہ سے فقرہ مذکور صرف اونکے نزدیک قابل اعتراض ہے جنکا اعتقاد مخالف

جزو عقاید بدعا علیہ کے ہے وہ سنیونکے نزدیک تبرا ہو مگر شیعونکے نزدیک ایسا نہین بلکہ اونکے یہان
تو جزو ایمان ہے۔ فقرہ مذکور کا استعمال کہان تک اذان مین بدعت ہے یا مباح ہے اور
یہ کہ آیا وہ ممنوع ہے یا جائز ہے اس سب کی عدالت ماتحت نے تجویز کی ہے دیکھو صفحہ ۸ لغایت ۱۲ تک
چند مقدمات سابقہ کا حوالہ دیا ہے اذان مین خاص لفظونکی استعمال کی بابت علماے معتمد کی راے
مین اختلاف ہے گو یہ فقرہ ہمیشہ سے استعمال نہین ہوا لیکن اس بات کی شہادت موجود ہے کہ
مختلف قسم کے اضافے وقتاً فوقتاً اون الفاظ اصلی مین ہوتے رہے ہین اگرچہ عموماً نہین ہوے
تھے مگر چند سندین ہید اس اضافہ کی موجود ہین اور اسبات کی شہادت موجود ہے کہ فقرہ متنازعہ فیہ
قریب زمانہ حال یعنے بلوہ تک ہوتا رہا پس ظاہر ہے کہ فقرہ مذکور مین اضافات بالیقین ممنوع
نہین ہین اور نہ وہ اسجگہ پہلے پہل مستعمل ہوا ہائی کورٹ کا فیصلہ اس امر خاص کی بابت نہین ہے
لیکن وہ مقدمے موجود ہین جنمین شیعونکو خلفاے ثلاثہ ابو بکر و عمر و عثمان کو سنیونکے سامنے بغرض
اونکے مذہبی دل دکھانے کے برا کہنے پر سزا ہوئی ہے وہ فیصلہ امر متنازعہ فیہ سے تعلق نہین
رکھتے وہ حالات جسمین وہ مقدمات ہوے مقدمہ حال کے حالات سے جداگانہ ہین پس اس مقدمہ
مین اصل مسئلہ نیت کا ہے ایسے الفاظ فی نفسہ ایذا دہندہ نہین ہین صرف ان لوگونکے آزار دہندہ
اور چڑھانیوالے ہین جو عقیدہ مخالف رکھتے ہین اور اس عقیدہ مخالف کو جزو ایمان تصور کرتے
ہین اسلیئے اگر اونکو کوئی شیعہ کسی مسجد مین یا نزدیک کسی مسجد کے زور سے کہے یا مسجد کے دیوارون
پر لکھدے نہ کسی اور ظاہر غرض سے بلکہ صرف سنیونکے ستانے کیواسطے تو اوسپر فوجداری
مین نالش ہو سکیگی اور وہ سخت سزا کا مستوجب ہوگا یا اگر کوئی مسجد جو عام مسلمانون کے
واسطے ہے اور عام جگہ مین واقع ہے اور اوسمین دونون فرقے کے لوگ عموماً آتے ہون اگر
شیعہ فقرہ مذکور کے پتھر پر کندہ کرنیکے واسطے یا اوسکے اذان مین داخل کرنے پر مصر ہو اور
یہ بھی ثابت ہو کہ وہ مسجد گو کہ سب مسلمانونکے واسطے مجاز ہو مگر خاص کر سنیونکے لیئے ہو مثلاً
ایسی مسجد ہو جو سنیونکی بنائی ہو جو تنہا یا خاص کر اونکے استعمال مین ہو یا اونکے مہتمم زیادہ تر سنی ہین

یا یہ کہ اکثر اوسکے آنیوالے سُنی ہون تو صورتہائے مذکورہ بالا کی شاید عدالت دیوانی مین اوس شیعہ
کے باز رکھنے کے واسطے نالش ہوسکیگی کہ وہ ایسے فعل سے باز رہے اس قسم کے مقدمہ مین بھی بعض افعال
جو ایک فریق کو ناخوش کرتے ہین اور دوسرے کو پسند ہوتے ہین صرف اس واقعہ کے بنا پر وہ ناخوش
کرتے ہین اسلیئے چاہیئے کہ وہ فریق جو اوسکو پسند کرتا ہو ان افعال کو نکرے مقدمہ موجودہ کے حالات
ان حالات کے بالکل خلاف ہین جو ابھی فرض کیئے گئے ہین یہ مسجد اصل مین شیعہ کی ہے اور اوسکو
شیعہ نے بنوایا ہے اور شیعہ کے گھر مین ہے اور وہ شیعہ کی مسجد ہے سوا اسکے بحیثیت مسجد ہونیکے وہ خدا کی
عبادت کیلیئے عام ہے اور ہر مسلمان کے لیئے عام ہے اور ہر مسلمان کو اوسمین جانے کا حق ہے مدعی اور
اوسکے ہم مذہبونکا حق ہے کہ مسجد مذکور مین عبادت مین شریک ہون اور اون اسباب پر اعتراض
نہین کیا گیا اور بھی ایسی مسجدین ہین جہان وہ جاسکتے ہین اور جہاں اونکے دلونکو صدمہ نہین پہونچیگا
مسجد متنازعہ فیہ ۱۸۸۶ء مین بنی اوس سال سے پہلے مدعی کسی اور مسجد مین جایا کرتا ہوگا اور وہ اب
بھی اور کہین عبادت کرسکتا ہے یہ مدعا علیہ کا واقعی بیان ہے کہ مقدمہ حال نزاعات ذاتی کی
وجہ سے یا کم سے کم اوس تعصب شدید کی وجہ سے جو مدعی مین پایا جاتا ہے دایر ہے اور مدعی
اہل سنت وجماعت کی پوری اور قوی حالت قلبی کو ظاہر نہین کرتا ہو یہ یقیناً قابل لحاظ ہے کہ جو
شہادت پیش ہوئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ سوا مدعی کے اور لوگ جو مسجد مین آئے نہ تو کبھی
سے ونہ اذان مین فقرہ مذکور کے استعمال سے آزردہ ہوکر مسجد سے گئے ان حالات مین یہ دعویٰ
بیکار ہے کہ مدعا علیہ نے ہتک ہی کے سوا کسی اور طور سے یہ فعل کیا ہے اور وہ اپنے عقیدہ کے
اظہار سے خواہ بذریعہ کتبہ کے ہو یا اذان مین کہا جاوے قانوناً روکا جاسکتا ہے یہ واقعہ کہ ایک
عبارت جس سے خاص اعتقاد ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہ اسمین خاص طور سے عبادت ہوگی اون لوگونکو
جنکا عقیدہ اوس عقیدہ خاص کے برخلاف ہے کافی طور پر آگاہ کرتا ہے کہ اس مسجد مین نہ جاوین اسلیئے
میری یہ رائے ہے کہ مقدمہ مدعی کی کچھ بنیاد نہین ہے اور ضرور کلیتاً ناکامیاب ہوگا اور یہی اثر
عدالت ماتحت کی رائے کا ہے فقرہ مذکور کے اذان مین کہے جانیکی بابت مدعا علیہ نے مدعی کے

حلف پر اس بابت کہ آیا وہ فقرہ ۲۴ / جون ۱۸۸۰ء کو پہلے پہل کہا گیا یا اوس سے پہلے بھی کہا جاتا تھا حصر کرنے پر راضی ہوا اور مدعی نے حلف لینا قبول کیا اور عدالت ماتحت نے اوس حلف کی بنیاد پر مدعی کے موافق فیصلہ کر دیا اپیل مین یہ کہا گیا ہے کہ یہ فیصلہ قانونی نتیجہ نہ تھا واقعی حالات بالاختصار حسب ذیل ہین ۷ - جولائی کو مدعا علیہ نے بیان کیا کہ اگر مدعی قرآن کو ہاتھ مین لیکر اور سعین کی ہوئی قسم کھاکر کہے کہ خلیفہ بلا فصل نہین کہا جاتا تھا اور مدعا علیہ کے گھر مین قبل ازین کبھی نہین کہا گیا تو مدعا علیہ اپنے گھر مین اوس فقرہ کو کبھی نہین کہیگا اور نہ کسی کو کہنے دیگا اور مدعا علیہ نے کل مقدمہ کا حصر مدعی کے اسی حلف پر کر دیا مدعی نے قسم معین کھا کر کہا کہ جہان تک اوسکو آگاہی ہے فقرہ مذکور کبھی نہین کہا گیا مگر اس حلف واقع ہونے سے پہلے مدعا علیہ کے وکیل نے عدالت ماتحت کو اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ حصر صرف اذان مین کہنے کے معاملہ کو طے کرے کیونکہ خیال یہ تھا کہ کتبہ کا معاملہ باہمی طے ہو جاویگا ۳ - نومبر ۱۸۸۰ء کو وکیل مدعا علیہ کی طرف سے عرضی گذری کہ مدعا علیہ کی تو غرض یہ ہی کہ کل مقدمہ حلف پر مدعی کے طے ہو علاوہ بران مدعی نے یہ قسم نہین کھائی کہ فقرہ مذکور کہا نہین گیا بلکہ یہ قسم کھائی ہے کہ فقرہ متنازعہ کو مدعی نے کہتے نہین سُنا ۵ - نومبر ۱۸۸۰ء کو منصف نے حکم دیا کہ مدعی کو جو کچھ کرنا چاہیے تھا اوسنے کیا اور مدعا علیہ کی اصل غرض تخصیص صرف اذان کی بابت ہو جانا مدعا علیہ کے وکیل کے فعل سے ہوئی ہے لہذا اذان کہے جانے کی بابت ضرور فیصلہ حلف کی رو سے ہوگا مگر کتبہ کی بابت روئداد مقدمہ کے اعتبار سے فیصلہ ہوگا لیکن واقع مین عدالت ماتحت نے اپنی تجویز مین دو امر کی بابت فیصلہ کیا ہے اور حقیقت مین اون دونو نکو جدا کرنا بھی دشوار ہے یہ بھی لحاظ کے قابل ہے کہ مدعی کی یادداشت اپیل جوابی نمبر ۲۱۳ مین درج ہے کہ مقدمہ اوسکے حصر کے بنا پر فیصلہ ہونا چاہیے تھا اور فیصلہ مین جو لفظ اس امر کے مشعر ہین کہ فیصلہ بربناے حصر ہوا وہ خارج ہونا چاہیے اب اپیل مین یہ باتین پیش کیجاتی ہین یہ کہ وکیل مدعا علیہ کو مدعا علیہ کیطرف سے اجازت تخصیص کرانے کی نہ تھی یہ کہ مدعا علیہ کا اقرار بجمیع الوجوہ نہ پورا ہونے کیوجہ سے حصر موثر نہین ہو سکتا یہ کہ مدعی نے اوس بات کی قسم

نہین لکہائی جسکا لکھانا چاہیے کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا تھا کہ فقرہ کا فیصلہ مدعی کے حلف کرنے
سے ہو لیکن قطعی طور سے مدعا علیہ کو نہ عدالت ماتحت کو پابند کرتا ہے کہ جزو خاص کے بابت جو کچھ
مدعا علیہ نے کہا ہے ویسا ہی ہو اور دیگر حالات مقدمہ اور روئداد پر کچھ التفات ہو وہ مدعا علیہ
اور عدالت ماتحت کو صرف ایک بیان حلفی کے قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے اس اخیر کی بحث کسی تائید
مین قانون حلف کی دفعہ فیصلہ مقدمہ اسلیو شیام بہاگ وغیرہ بنام نراین انڈین لا رپورٹ
مدراس نمبر ۳۵ پیش کی گئی ہین فوراً شبہ نہین ہے کہ مدعا علیہ کی نیت تھی کہ کل مقدمہ کا فیصلہ مدعی کے
حلف پر حصر ہو اور اوسکا یہ وار کیقدر مستزلزل ہے لیکن مدعا علیہ کے اور عذر و نسے قطع نظر
کرکے میرے نزدیک عدالت کو قانوناً ضروری نہ تھا کہ اپنی خود تجویز کے خلاف صرف اس بنا پر
کہ مدعا علیہ نے حصر کیا فیصلہ کرے اس فیصلہ مذکورہ مین یہ مسئلہ خوب سمجھا گیا ہے اور حکماً فیصلہ کیا
گیا ہے کہ ایک فریق کا اقرار دوسرے فریق کے حلف کو تسلیم کرنے کی نفسہ مقدمہ کو فیصل
نہین کرتا جس بات پر حصر ہوا وہ تصفیہ نزاع کے لیے کافی بنیاد ہو تو اوس بنا پر فیصلہ ہو سکتا ہے کیونکہ
ایسی حالت مین وہ قانوناً پوری شہادت ہے یا اگر حلف کے بعد وہ فریق جسنے حصر کیا تھا
فیصلہ ہونا اوسکے موافق قبول کرے تو فیصلہ ہوگا اور عدالت تجویز مین درج کریگی کہ برضامندی باہمی فیصلہ
ہو گیا مگر ان دو صورتون کے سوا ہر حالت مین حلف جسپر حصر ہوا تھا پابند نہین کرتا جو واقعات حلف مین
بیان ہوئے ہین وہ قطعی تصور ہو سکتے ہین لیکن چونکہ مدعا علیہ کو عذر ہے اسلئے فیصلہ برضامندی
نہین ہو سکتا پس اور امور لحاظ کرنا چاہیے حالت موجودہ مین یہ فرض کرکے کہ مدعی نے
فقرہ مذکور کو مدعا علیہ کے گھر بلند کبھی نہین سنا بلکہ درحقیقت وہ بیشتر باواز بلند کبھی نہین کہا گیا
تو بھی یہ واقعہ بذاتہا مقدمہ کے فیصلہ کو جزواً یا کلاً غیر کافی ہے اور جو رائے عدالت ماتحت کی ہے اور جس سے اس
عدالت کو اتفاق ہے کلیتاً مٹ سکتی ہے اور اوسکو اس فیصلہ مین دخل نہین ہے اور اس بات کے لیے
دلیل نہین ہو سکتا کہ مدعا علیہ مذکور کو مسجد مذکور مین اذان مین نہ کہی یا مسجد پر کندہ نہ کرے لہذا مین اپیل
کی ڈگری دیتا ہون معہ خرچہ کے مدعی کا دعوی کلیتاً معہ خرچہ ڈسمس ہوا اپیل نمبری ۲۱۳ مین بھی
یہ فیصلہ موثر ہے فقط مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۰ء

مقدمہ بلا فصل لکھنؤ (صیغہ فوجداری)

ترجمہ نقل حکم جج سانڈرس صاحب بہادر قایم مقام سیٹی مجسٹریٹ مقدمہ ذیل قیصرۂ ہند

بنام

محمد خان و یار علی و عبد الحسین مدعا علیہم

جرم دفعہ ۱۰۷ ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ع

اس مقدمہ مین شہادت لینا فضول ہی کچھ دنون سے شہر مین ایک جھگڑا اٹھا ہی کہ شیعہ اپنی اذان مین بعض کلمات کہتے ہین اور سنی اونپر معترض ہوتے ہین۔ سنیون کا بیان ہی کہ یہ اختراع جدید ہین۔ شیعہ کہتے ہین کہ وہ ہمیشہ کہے گئے۔ میری راے مین کلمات مذکور کہنا کوئی نئی بات نہین ہی سنیون کا اونپر اعتراض کرنا البتہ نئی بات ہی کیونکہ مین کوئی وجہ اس امر کی دریافت کر سکا کہ ایسی نرالی اختراع شیعون کی جانب سے کیون ہوئی اور میرے نزدیک یہ محال ہی کہ ایک نئی بات کا چپکے چپکے اس طرح سے رواج ہو جاتا اور کسیکو خبر نہوتی۔ ظاہرا معلوم ہے یہ جھگڑا دیکھا دیکھی پیدا ہوا ہے کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو میر صاحب (یعنی میر عبد الحسین) کے نہ کسیکو توجہ بھی نہوتی۔ جایداد اور مسجد مدعا بہا میر صاحب کی ہے اگر طرف ثانی کو کوئی دعویٰ ہو تو اوسکا فیصلہ عدالت دیوانی کو کرنا چاہئے سایلین کی نیت کا حال فوجداری مین سوالات سے بخوبی کھل گیا مین تجویز کرتا ہون کہ وہ زبردستی کر رہے ہین لہذا ہر ایک سے سو روپیہ کا مچلکہ اور سو روپیہ کی ایک ضمانت چھ مہینہ کے لئے لینا چاہئے۔ لیکن اگر میر صاحب کل کورے چھوڑ دے گی تو اونکو زیادہ زور ہو جائے گا لہذا دو سو روپیہ کا مچلکہ اور دو دو سو سو روپیہ کی چھ مہینہ تک کے واسطے اون سے بھی لی جائین۔

دستخط۔ جج قایم مقام سیٹی مجسٹریٹ

یکم دسمبر ۸۹ء

دیگر مقدمہ بلا فصل لکھنؤ (صیغہ فوجداری)

نقل حکم مصدرہ جے سنڈرس صاحب بہادر سی-ایس-قایم مقام سیٹی مجسٹریٹ لکھنؤ بمقدمہ مندرجہ ذیل

منفصلہ ۲۴- دسمبر ۱۸۸۶ع صیغہ فوجداری

قیصر ہند — مستغیثہ

بنام

نادر حسین[۱]- عابد حسین[۲]- فتح محمد[۳]- احمد بیگ[۴]- حیدر مرزا[۵] — مستغاث الیہم

جرم دفعہ ۱۰۷ متعلقہ تعزیرات ہند نمبر مقدمہ ۷۵۸

۱۰- دسمبر کو مولوی گینٹر کے بعض شیعون کیجانب سے ایک درخواست باستغاثہ اس امر کے داخل کیگئی تھی کہ ۷- دسمبر کو بعض سنیون نے ایک مسجد عام واقع محلہ مذکور مین جو فریقین کے استعمال مین ہے داخل ہوکر اون شیعون پر جو وہان عبادت کرتے تھے حملہ کیا- چونکہ یہ تکرار اوسی قسم کی ہی جیسے دوسرے جھگڑے فی الحال لکھنؤ مین واقع ہو چکے ہین اور جنکی اصلیت یہ ہی کہ آجکل سنیون نے شیعون کی اذان کے بعض کلمات کے استعمال پر پہلے پہل اعتراض کرنا شروع کیا ہی لہذا مثل اوسکے جیسا کہ مین دوسرے دو مقدمات مین کر چکا ہون قرین مصلحت سمجھا کہ اس معاملہ مین دونون طرف کے خاص خاص لوگون کو بلا کر اوس امر کی وجہ طلب کرون کہ نقص امن کے خیال سے اون سے مچلکے کیون نہ لئے جائین- میرے نزدیک دونون مین سے کسی ایک یا دوسرے فرقہ کے لوگون پر حسب مجموعہ تعزیرات ہند مقدمہ قایم کرنے اور سزا دینے سے یہ علاج بہتر ہے- یہ امر اس سال کے ماہ جنوری مین اوسوقت کے صاحب سیٹی مجسٹریٹ سے فیصل ہو چکا ہے کہ مسجد متنازعہ فیہ ایک مسجد عام ہی اور فریقین کے لئے ہی اور کسیکو اوسکا دروازہ بند کرنے کا اختیار نہین ہے جیسا کہ بند کیا گیا تھا اوس فیصلہ کی ایک نقل شیعون کیجانب سے پیش ہوئی-

سنیون نے یہ اعتراض کرکے کہ اہل تشیع کا اپنے اذان مین کلمات بلا فصل کا استعمال کرنا ایک نئی بات ہی

حال مین شیعون پر دباؤ ڈالنے کا جو ارادہ کیا ہی اوسپر آجکل ہر ایک طرف سے اونگلیان اوٹھ رہی ہین - مین اس امر کے باور کرنیکی ہر ایک وجہ پاتا ہون کہ الفاظ متنازعہ کا استعمال کرنا تو نئی بات نہین ہے مگر اون کے استعمال پر اعتراض کرنا البتہ نئی بات ہی کیونکہ ہم لوگ کچھ بیان نہین کرسکتے کہ اہل تشیع اون الفاظ کو جنسے اون کے فریق مخالف کو اسقدر رنج پہنچتا ہی کیون نہ استعمال کرین اور چونکہ ہر ایک نئی بات کی ابتدا کی کوئی نکوئی معقول وجہ ضرور ہوا کرتی ہے اسلئے مجکو یقین ہے کہ اس قسم کے کسی وجہ کا نہ ہونا کلمات بلافصل کی قدامت کی دلیل ہے اور اب سنیون نے جو یہ حرکت شروع کی ہے کہ کبھی تو اعتراض کرتے ہین اور کبھی شاخسانہ نکالتے ہین تو اوسکی کچھ وجہ ضرور ہے اور وہ وجہ جیسا کہ بعد تفتیش مین نے دریافت کرلیا ہے کہ اس معاملہ کے متعلق الہ آباد مین ایک مقدمہ دائر ہے -

اہل سنت کو کسیطرح کا کوئی حق نہین ہے کہ شیعون سے متعرض ہون اور اصل بانی فساد سنی ہی لوگ ہین - بایںہمہ اگر اہل تشیع اسی طرح چھوڑ دیے جائین اور ان کے فریق مخالف سے مچلکہ لیئے جائین تو اس امر سے شیعون کو ضرر رسانی کا بہت کچھ احتمال ہو جائیگا لہذا اس حکم کی تعمیل کیجاے کہ فریقین سے مچلکہ لے لیا جاے -

دستخط جے ساندرس - قائم مقام سیٹی مجسٹریٹ

۲۴ - دسمبر ۱۸۸۸ع

مقدمہ کتاب واقعات شہادت جناب سیدہ ؑ

نقل حکم صادرہ ڈبلیو ایچ کوب صاحب بہادر سی۔ ایس سیٹی مجسٹریٹ لکھنؤ بمقدمہ نمبر ۹۳
منفصلہ ۳۰۔ ستمبر سنہ ۹ء

سید میر حسن و مرزا امیر بیگ — مستغیثین

بنام

محمد تقی علی خان۔ یعقوب علی خان۔ سید حسن جعفر — مستغاث الیہم

الزام جرائم دفعات ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۸ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند

حکم عدالت

استغاثہ ہذا بربنیاد دفعات ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۸ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۴ مجموعہ تعزیرات ہند بہ نسبت ایک فارسی کتاب کے جسکو حاجی نواب محمد تقی علی خان (شیعہ) نے مطبع جوبلی پریس واقع گولہ گنج مین چھپوایا تھا دائر کیا گیا ہے۔ مستغیثین سنی ہین۔ کتاب مذکور مندرجۂ ذیل منظومات سے شامل ہے۔ ایک مرثیہ واقعہ شہادت (حضرت) فاطمہ ؑ کے بیان مین۔ ایک مرثیہ (حضرت امام حسین ؑ کی شہادت کے حال کا اور تین چھوٹے چھوٹے منظومات۔ اس امر کی صراحت کردی گئی ہے کہ کتاب مذکور مطلقاً وقطعاً شیعون ہی کو استعمال کرنا چاہیے۔ میری ایما پر مستغیثین نے انگریزی اور اُردو مین کتاب مذکور کا ترجمہ کرایا مین نے اوسکو پڑھا اور اوسمین کوئی ایسی بات نہین پاتا ہون کہ منجملہ اون دفعات کے جو استغاثہ مین مندرج ہین کوئی دفعہ اس کتاب پر موثر ہو سکے۔ اور نہ میری تجویز مین ازروے واقعات منجملہ اون جرائم کے جو بیان کئے گئے ہین کوئی جرم پیدا ہوتا ہے لہذا سوال خارج کیا جاتا ہے۔

دستخط ڈبلیو۔ ایچ۔ کوب۔ سیٹی مجسٹریٹ تحریر
فی التاریخ۔ ۳۰۔ ستمبر سنہ ۹ء

اخبار المومنین

ہندوستان مین ہر ہر قوم اور ہر ہر مذہب کی ضرورتون کے اظہار اور ایک دوسرے کو اون ضرورتون کی طرف وقتاً فوقتاً متوجہ کرنے اور متوجہ رکھنے اور باہمی اتفاق واتحاد سے اون ضرورتون کو رفع کرنے کا ذریعہ اس زمانہ مین قومی اور مذہبی انجمنین اور اخبارات مسلم قرار پا گئے ہین۔ شیعون کے دینی و دنیاوی امور کے متعلق کوئی سامان ایسا نہوا تھا جسکو عموماً ہندوستان کے مختلف مقامات کے شیعہ لوگ مسلم سمجھتے۔ لیکن صدر انجمن امامیہ لکھنؤ نے بخوبی ثابت کر دیا کہ انجمن موصوف تمام شیعیان ہندوستان کی صدر انجمن ہے جسکی جانب ہر مقام کے مومنین کو یوماً فیوماً توجہ ہوتی جاتی ہے اور جو لوگ ابتک متوجہ نہوئے ہون اونکو اب توجہ فرمانا چاہیے علیٰ ہذا اخبار المومنین نے بھی ملک کو بہت اچھی طرح سے دکھلا دیا کہ وہ شیعون کو ایک راہ پر چلانے اور اونکے خیالات متحد و متوجہ کرنے اور بالعموم اونکے تمام دینی و دنیاوی حقوق و حوائج کا وکیل بننے کی بخوبی صلاحیت رکھتا ہے اور اگر ہندوستان کے شیعہ اوسکی پوری قدر اور اعانت کرین تو وہ شیعون کے گروہ کو دینی جہالت اور دنیاوی امور کی تنزلی اور پستی سے نکال کر دینی و دنیاوی ترقی اور عروج کے اونچے زینون پر پہونچا سکتا ہے۔ جن لوگون کو ابتک اس اخبار کے شایع اور جاری ہونیکی خبر نہو وہ اپنے اور اپنی قوم اور اپنے قومی پرچہ پر رحم فرماکر اوسکی اشاعت اور خریداری پر آمادہ ہون قیمت مین ہر طرح کی آسانی کر دی گئی ہے۔ رئیسون سے ۵ع اور عام طور پر ۳ع اور جو لوگ چھ روپیہ کی استطاعت نہ رکھتے ہون اون سے صرف ۲ع سالانہ مع محصول ڈاک مقرر ہین اور غریب مومنین کو تا حد وسعت مفت پرچہ بھی انشاء اللہ تقسیم ہوتے ہین۔ ایسی حالت مین ہر شیعہ اخبار المومنین سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے اور جو حضرات اسپر بھی توجہ نہ فرمائین تو افسوس ہے جن صاحبون کو اخبار منگوانا ہو صرف اس پتہ سے خط روانہ فرمائین۔ المشتہر

سید زوار حسین۔ لکھنؤ۔ محلہ بیرونی خندق